

ڈاکٹر محمد افضال

صدر شعبہ اُردو

جی سی ویمن یونیورسٹی، سیالکوٹ

اُردو تحقیق کے دہائی: مختصر تعارف

Every civilized society tries its best to know and comprehend it self but it can not be succed un less it has the brief history of human race particularly about emotional, educational and literary acheivements of his forfathers ,To aware of all these aspects it goes through research processes.this is due to the fact that urdu language has adpoted the research methdology to bring her lost litterrery asset in to seen .In this articale short introdaction of urdu research schools of thought has been presented

اس آرٹیکل میں اُردو کے دہائی: تحقیق کا مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے یعنی وہ کون سے تحقیقی دہائی: ن ہیں جن کی و: آج اُردو ژ: ن وادب نے نہ صرف اپنی قدر و منزلت کو برقرار رکھا بلکہ رونق و زاس کی سلطنت میں وسعت پیدا ہو رہی ہے۔

ژ: ن وادب کی رنخ کے غیر معلوم گوشوں کو ژ: یفت، ژ: ن کے آغاز و ارتقا کی و: ن وہی اور قدیم شعراء اور ادیبوں کے حالات کے تعین کے لیے قدیم شعری و نئی متون کی تحقیق و نصیح اور ژ: یفت وین بہت ضروری ہے۔ کیوں کہ ہر مہذب معاشرہ خود کو جاننے اور سمجھنے کی پوری کوشش کرتا ہے اور اپنی اس کوشش میں اس وقت کا کامیاب نہیں ہو سکتا۔ #۔ اس کے پس نوع K نی اور خاص طور پر اپنے ژ: ن وادب کی فکری، ژ: ن، وینی، علمی اور ادبی کا ژ: موں کی مکمل رنخ نہ ہو۔ شعر و ادب کی مکمل رنخ کے حصول کے لیے حقائق کی کھوج اور ان کی تشریح کا کام محقق سرا م دیتا ہے۔ تحقیق میں نئی چیزیں X نہیں کی جاتیں بلکہ پانی، موجود چیزوں کے حقائق کو ڈیفت کیا جاتا ہے وہ قدیم ادبی سرمایہ جو مروز زمانہ کے ساتھ ڈیگم می میں مل جاتا ہے اس پوشیدہ سرمائے کی کھوج اور حقائق۔۔ رسائی ہی محقق کا اصل کام ہوتا ہے۔ محقق کا رمز شناس ہوتا ہے اور جو محقق اس اصول پر عمل پیرا ہوتے ہیں ان کا تحقیقی کام ان کا وسعت مطالعہ، تحقیقی آ، تنقید، بصیرت اور علمی ژ: ن ایماں کا عکاس ہوتا ہے۔ اُس رب العزت کا کرم ہے کہ اُردو تحقیق کے حوالے سے ایسی شخصیات میسر آ N جنہوں نے اپنا اوڑھنا بچھڑا اُردو تحقیق کو بنالیا۔

اُردو یا۔ لشکری ژ: ن ہے جس نے مختلف ژ: نوں کے الفاظ کو اپنے ژ: رب: ب کر لیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بین الاقوامی سطح پر اُردو ژ: ن اپنی لٹریچر، یی اور اہمیت کے اعتبار سے تیسری ڈی ژ: ن قرار پ چکی ہے۔ اس کا آغا نہ۔ صغیر چک دھند کی سر زمین سے ہوا اور پھر رفتہ رفتہ ساری ڈی میں رابطے کی ژ: ن بن گئی۔ اس سارے عمل کو کا ڈا اور موٹا بنانے کے لیے قدرت نے اس ڈی میں بعض لوگوں

کی بصیرت و شخصیت میں ایسے جواہر، اوصاف اور فضائل رکھے ہیں کہ ہر صفت ان کی عظمت کی ضامن ہے۔ ایسے لوگوں کو ہم محققین کہتے ہیں۔ ان محققین اُردو نے مختلف تحقیقی دہائیوں سے وابستہ رہ کر اردو تحقیق میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ ڈاکٹر جمیل اس ضمن میں تحریر کرتے ہیں

”اگر ہمارے محققین کام نہ کرتے جو انہوں نے کیا تو ہماری زبان و ادب کی رنج تسلسل اور ربط پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ مسلمان جو آج تسلیم کرتے ہیں، انہی محققوں کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ اُن لوگوں نے ہمارے ادب کو نہ صرف تسلسل بخلا بلکہ ان کے گم شدہ گوشوں کو سامنے لا کر ہماری رنج کی گتھیوں کو سلجھا دیا اور انہیں رنج کا حصہ بنا دیا۔“

نئی چیزوں کو آشکار کرنا، انہی چیزوں کو نئے * از میں پہکنا تحقیق ہے۔ نئے حقائق کی تلاش اور واقعاتی حقائق کا جائزہ * کو تحقیق شناسی کہا جاتا ہے۔

”تحقیق عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا مادہ ہے ح ق ق۔ جس کے معنی ہیں کھرے کھولنے کی چھان بین *۔ کتب کی تصدیق کرنا *۔ دوسرے لفظوں میں تحقیق کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہم جھلکے سے، حق کو *۔ طل سے الگ کریں۔ انگریزی لفظ Research کے بھی یہی معنی اور مقاصد ہیں۔“ (۱)

تحقیق سچائی کی تلاش *۔ م ہے۔ تحقیق کسی بھی عمل کو اصل شکل میں دیکھنے *۔ م ہے۔ ”تحقیق سے مراد کسی شے کی حقیقت کا اثبات، حقائق کی *۔ ڈی، حقائق کا تعین اور ان سے { رنج کا استخراج، حق کی تلاش، حق کی جستجو، تیز *۔ شک کو دور کرنا، یقین کو حاصل کرنا *۔ ڈی، رن تلاش و جستجو *۔ کہ حقیقت حق واضح ہو جائے۔“ (۲)

تحقیق کے لیے انگریزی زبان میں Research کا لفظ مستعمل ہے۔ جس کے معنی حقائق *۔ اصول کی تلاش میں سیر حاصل تفتیش *۔ کھوج کرنا *۔ ہے۔ اردو میں محقق کے لیے کھوجی اور تفتیش کنندہ بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

”ر *۔ چ دو الفاظ Re اور Search کا مجموعہ ہے۔ Re کا مطلب ہے ڈھونڈنا اور Search کا مطلب ہے تلاش، جستجو، کھوج۔ لفظی معنی پر غور کریں تو ر *۔ چ کا مطلب ہے ”ڈھونڈنا تلاش“ کرنا *۔ لیکن اصطلاح میں Research انتہائی سچائی اور حقائق کی تلاش *۔ م ہے۔“ (۳)

فرہنگ آصفیہ میں تحقیق کے *۔ رے میں کچھ یوں درج ہے:

”تلاش، تجسس، تفتیش، چھان بین، کھوج سراغ، ڈھونڈنا اور جانچ۔“ (۴)

ادبی اصطلاح میں ادب کی معتبر تفہیم *۔ م تحقیق ہے۔ یعنی تحقیق کی *۔ و کسی ”رنج *۔ رے“ کی حیثیت اور اس کے عہد کا تعین ہوتا ہے۔ *۔ تحقیق ای *۔ موزوں اور متوازن فکریہ لائحہ عمل ہے۔ تحقیق کا ر *۔ ای *۔ قدیمی فن ہے۔ تحقیق کے *۔ تصور کو اہل *۔ ن نے

اپنا اور بنی مفکر ارسطو نے اسے ۹۵٪ دیا۔ بنی نوع K ن کے مسائل کی ابتدا کے ساتھ ہی تحقیق کا آغاز بھی ہوا۔ رن گواہ ہے قدیم سے۔ یہ تہذیب کی کتب و ہی ممکن ہو۔

”تحقیق کا کام حال کو بہتر بنانا، مستقبل کو سنوٹا اور ماضی کی ریکیوں کو روشنی «کھڑا ہے۔“ (۵)

تحقیق ادبی آیت کی گہرائی اور ماہریت۔ رسائی میں مددگار ہے۔ ہوتی ہے۔ ابہام کی کیفیت اور شک کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ جو آیت ادھورے ہوتے ہیں وہ بھی تحقیق کی مدد سے یہ تکمیل کو پہنچ جاتے ہیں۔ تحقیق کا کام معلوم شدہ مواد کو M دے کر اس کا تجزیہ کرنا اور حاصل شدہ نتائج سے آگاہی دینا ہے۔

”تحقیق نہ صرف شک کو رفع اور تھیر کو دور کرتی ہے بلکہ آدمی کے لیے نئی نئی راہیں کھولتی ہے۔ وہ مسائل کو

حل کرتی ہے اور گتھیوں کو سلجھاتی ہے۔ وہ خامیوں کو دور کرتی اور خوب کو خوب بناتی ہے۔“ (۶)

اردو میں لسانی تحقیق:

بن K ن کی طرز معاشرت کا اہم ترین اوصاف ۹۵٪ ہے۔ کسی زمانے میں بن کی ریس صرف چند مخصوص بنوں محدود تھی۔ وقت کے ساتھ ساتھ نفسیات، سماجیات اور عمرات جیسے علوم نے اپنے لیے ایسی بن X دکر لی جس کو K ن کی طرز عمل اور شخصیت سماج اور ثقافت سے میل کھا ہو اطر i دونوں حیثیتوں سے جاسکے۔ توضیحی لسانی ارتقا کے بن دستور العمل کا اہم تلامذہ بن گئی ہے۔ ہم بن کی ادبی رن میں بہت آگے نکل گئے ہیں۔

”اردو ادب کے مختلف پہلوؤں پر اتنا کچھ لکھا جا چکا ہے کہ اسے بن کی چار سو سالہ رن میں اہل اردو کے

شان دار کاڑھے کے طوبہ پیش کیا جاسکتا ہے۔“ (۷)

اردو ادب کی تی میں اردو نے اچھا کردار ادا کیا ہے۔ کسی بن میں ادب کی تی ۹۵٪ منزل نہیں بلکہ بن کے فردغ کے لیے ماہر لسانی کی ضرورت بھی بھتی ہے۔ اردو کے لسانی ادب آ ڈالنے سے اڑہ ہوتا ہے کہ ابھی ماہرین لسانی کو اردو بن کی تی میں بہت بڑا کردار ادا کرنا پڑتا ہے۔ اہل اردو کو اس ضمن میں نہ صرف غور بلکہ عملی طور پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارے تحقیقی، علمی اور ادبی اداروں کو اس طرف فوراً توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

”لسانی تحقیق کے دو پہلو ہیں۔ اردو میں اس نوع کی تحقیقات سے پہلے ان دونوں پہلوؤں کو علیحدہ رکھنا

ضروری ہے اولاً لسانی کا سر (سے تی کرنے والے بن علم کی حیثیت سے مطالعہ ہے کہ اس کے

ذریعہ اردو علم بن کے طاء علم کے لیے ڈیہ سے ڈیہ مواد حاصل ہو۔ اس سلسلے میں علم بن کے

سارے پہلو مثلاً تجزیاتی بن، جغرافیائی (بولیوں کے مطالعوں کے ساتھ) لفظ و معنی کا تعلق۔ الفاظ کی

رن بن ریس بن، اختلاف بن اور اسلوبیات وغیرہ پیش آ ہونے چاہیے۔“ (۸)

اردو میں اچھے تحقیقی مقالے لکھے جا رہے ہیں۔ یہ تحقیقی مقالات اردو غزل، اردو تنقید، اردو افسانے، دل وغیرہ کے ارتقاء کی

، وٲج کا جائزہ ۛ ہیں۔ ادب میں ان کی دی اہمیت ہے۔ لیکن اب وقت کی ضرورت ہے کہ لسا* سب بھی تحقیقات کروائی جا N۔ اردو کے لسا* تی ادب کو علم ژ. بن کے پس منظر میں دیکھے جانے کی ضرورت ہے۔ اردو ژ. بن میں اردو ادب کی طرح اپنا حق محققوں کے *۔ رے میں رb ہے۔ اردو لسا* سب ابھی کام کی ابتدا ہے۔

”اردو میں لسانی تحقیق کا آغاز حافظ محمود شیرانی اور مولوی عبدالحق نے کیا۔* پاکستان میں ڈاکٹر شو ۛ

سبزواری اور ڈاکٹر ابواللیث صدیقی سکتے م اہم ہیں۔“ (۹)

آزادی کے بعد ہندوستان میں اردو کی لسانی تحقیق کو آگے بڑھایا۔ تحقیقی ادب میں جتنے کام ہوئے ہیں ان میں اصناف ادب کا دوسرا نمبر ہے۔ مراۛ علم و ادب بے شمار تحقیقی مقالے لکھے گئے۔

”ان مقالوں کے ذریعے ملک کے وہ منتشر علاقے سامنے آگئے جن کا اردو ژ. بن کی وٲج واثا ۛ میں

اہم حصہ رہا ہے۔“ (۱۰)

اردو کی چھ سو سالہ رٲج کے کئی گوشے اور پہلو ابھی آدس سے پوشیدہ ہیں۔ نئی نئی علمی و ادبی تحقیق سامنے آرہی ہے۔ ہم اس حقیقت سے انکار نہیں کر ۛ کہ اردو کے ارتقائی دور ہی میں دوسری اصناف کی طرح رٲج و تحقیق کے تجربے کا آغاز ہڑھایا تھا۔

اردو میں ادبی تحقیق:

کسی عہد کے ادبی مزاج کو p کے لیے تفہیم، جستجو اور گہرے مطالعے کی دی اہمیت حاصل ہے۔ اس سے صرف آ ممکن نہیں۔ اس سے حقائق کی تفہیم میں مدد ملتی ہے اور کسی تصنیف کی علمی و ادبی حیثیت کے تعین میں رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔ آزادی سے پہلے سرسید تحریرۛ کے نہاد جو ادبی، علمی اور سائنسی رجحان پیدا ہوا اس سے تحقیق کو بھی تقویہ حاصل ہوئی۔

”بیسویں صدی میں اس روایۛ کی مزید توسیع محمود شیرانی، ڈاکٹر عبدالحق، مولوی محمد شفیع، قاضی عبدالودود،

مسعود حسین رضوی اور امتیاز علی عرشی جیسے بلند پایہ محققین ادب کے ہاتھوں ہوئی۔“ (۱۱)

آزادی کے بعد ہندو پک میں ادبی تحقیق کو اتنا فروغ حاصل ہوا ہے کہ اس تحقیق کا زریں دور کہا جاسکتا ہے۔ گذشتہ پینتیس چالیس سالوں میں درس گاہیں تحقیق کا مراۛ بن گئیں۔

”صغیر پک وہند میں اردو کے مختلف شعبوں میں ہر سطح پر بکثرت تحقیقی کام ہوئے۔ جن میں لسا* تی تحقیق،

قدیم متون کی دڑیفت، متون کی تصحیح و M، اصناف، لمیہ اور مشاہیر ادب پر تحقیق، حوالے کی کتابوں کی

فہارس* درخطوطات کی فہارس، ادبی رٲجیں اور تبصرے تصنیف ہوئے۔“ (۱۲)

Kۛ N. # سے پیدا ہوا ہے جس وٲ تلاش اس کی فطرت ۛ 6 بنی ہوئی ہے۔ خبر کا حصول Kۛ N کی فطرت میں شامل ہے۔ لسانی و ادبی تحقیق میں Kۛ Nی حوالۛ دی حیثیت رۛ ہے۔ بۛ تحقیق کے اصول پر مبادا # جاری ہیں۔ ادبی تحقیق اصولاً ایہ آگاہ ہے۔ جو تحقیق کے حیطہ کاڑی حودی حوالے سے تحقیقی فلسفہ آۛ یہ پکڑا ہے۔ ہم ادب کے ذریعے حقائق ۛ پہنچنے کی کوشش کرتے

ہیں۔ ادبی تحقیق کا دائرہ عمل اسی سے تشکیل پتا ہے۔

”تحقیق ادبی میدان میں ادبی، شاعر اور د کے کاڑ موں پہ فیصلہ کرتی ہے اور ان کے قد اور حیثیت کا تعین کرتی ہے۔“ (۱۳)

واقعے کا چھوڑنا، اہم اور غیر اہم ہونا، ادبی تحقیق میں کوئی مستقل حیثیت نہیں رہتا۔ یہ صفائی الفاظ اس صورت حال کی غمازی کرتے ہیں جس میں اس واقعے سے کام لیا جا رہا ہے۔ تحقیق میں ہر واقعہ بجائے خود ایہ حیثیت رہتا ہے۔ تحقیق کا راستہ شکلوں سے بھرا ہوا ہے۔ اس میں دو چار سے ڈیہ سخت قیام آتے ہیں۔

”ادبی تحقیق کے اصول بجائے خود صبر آزمایں۔“ (۱۴)

اردو کی ادبی تحقیق کی رتخ ڈیہ دھپانی نہیں، محض ایہ صدی تو آری ہے۔ اردو میں ادبی ر [تحقیق کا رواج ہوا۔] ”آ شلی نعمانی کے مقدمہ کرہ گلشن ہند (از مرزا علی لطف۔ مطبوعہ لاہور، ۱۹۰۶ء) کو اس کا نقطہ آغاز بنا جائے تو اب سے۔“ اردو ادب کی تحقیق ہزاروں تحریروں (کتب، مضامین، مقالات) وجود میں آچکی ہیں۔“ (۱۵)

ادبی تحقیق کرنے والے ذہن ایہ ر [دستاویز کی حیثیت رہتا ہے ادبی تحقیق اپنے عہد کے نہ صرف ادبی کاڑ موں بلکہ سیاسی، سماجی اور ر [حقائق و تہذیب کو بھی محفوظ کرتی ہے۔

”کوئی بھی ادبی کاڑ نہ کتنا ہی بی، آفاقی اور عالمگیر کیوں نہ ہو، اپنے زمانے اور مقام تصنیف سے رشتہ نہیں توڑ سکتا۔ ہر ادبی کاڑ میں اپنے عہد کی ایہ آواز گونجتی ہے۔ یہی آواز ادبی محقق اور د کے لیے اہم ہے۔“ (۱۶)

ژبن اور ادب کا تعلق یہی ہے۔ ادب ژبن کے جامے سے ظاہر ہوتا ہے کہ:

”اردو ژبن کا آغاز ارتقاء اردو کے لسانی رشتے، گہڑیہ دکنی کا مطالعہ، اردو کی کسی بولی کی لغت، اردو لغات نگاری کا جائزہ، اردو قواعد نویسی کا جائزہ، کسی ادبی کتاب کا لسانی مطالعہ، آزادی موضوع کو چھوڑ کر بقیہ کی تحقیق شعبہ لسانیات ڈیہ بہتر اور سائنسی طر [سے کر سکتا ہے۔ ادبیات کے شعبے ان کام کریں تو خیال رہے کہ وہ ڈیہ اصطلاحی نہ ہوئے پئے، بلکہ اس کا ادبی پہلو جا بجا۔“ (۱۷)

اردو کی ادبی تحقیق کا مقصد ہے کہ جن مصنفین، اردو، علاقوں اور کتابوں و متفرقات کے رے میں کم معلومات ہیں۔ ان کے رے میں مزید معلومات حاصل کی جاسکیں اور ان معلومات کی مدد سے جانچ پڑھ ل کر کے غلط بیانیوں کی تصحیح کر دی جائے کہ غلط مواد کی بڑھاپہ غلط فیصلے نہ صادر کر دیے جا۔ N

”ادبی تحقیق سائنس کی خالص تحقیق (Pure Research) کی طرح غیر اطلاقی تصور ہوتی

ہے۔ اس کا طر i بیشتر r [اور کمتر تجزیاتی ہوتا ہے۔ اکثر صورتوں میں دونوں طر j مل جاتے ہیں۔ جن میں r [عنصر قدرے زیادہ اور تجزیاتی قدرے کم ہوتا ہے۔ مثلاً ہمیں یہ تحقیق کرنی ہے کہ امیر خسرو سے منسوب ہندی شاعری خسرو کی ہے کہ نہیں تو ا۔ طرف ہم زماں میں پیچھے جا کر دیکھیں گے کہ ان کے نسخے اور حوالے کس دور سے ملتے ہیں۔ دوسری طرف ہم ان کی ڈن کا تجزیہ کریں گے کہ یہ خسرو کے دور کی ہے کہ نہیں۔“ (۱۸)

۴۔ وین متن کا کام بھی محقق ہی کرتے آئے ہیں۔ لیکن ا۔ موضوع تحقیق کرنے والے کے لیے لازم نہیں ہے کہ وہ ہر موضوع * ادب کے ہر شعبے کا اچھا محقق ہو۔ متن کی تشکیل و تعبیر کے علاوہ مصنف اور متن کے رے میں تحقیقی مقدمہ اور حواشی لکھنا تحقیق نہیں تو اور کیا ہے۔

”اردو میں & سے اچھے متن محمود شیرانی، مولانا امتیاز علی عرشی، مالک رام، مسعود حسین خان، نور الحسن ہاشمی، مختار الدین احمد، احمد فاروقی، اکبر علی خان عرشی زادہ، محمود الہی، اکبر حیدری وغیرہ نے تیار کیے۔“ (۱۹)

ادبی تحقیق کے قاری ہر دور میں محدود اور مخصوص رہے ہیں۔ کسی بھی معاشرے میں تحقیق کے تنازعہ اور ا۔ ا۔ مخصوص آدہ تو پہنچتے ہی ہیں!۔ بواسطہ طوطی قلمی مبا # اور انتقادی تبصرے کے ذریعے علم و ادب کے عام شائقین۔۔ بھی پہنچتے ہیں۔

”ادبی تحقیق کے لیے ڈیضت کرنے والوں کے لیے احترام کی حقیقی C دفراہم ہوتی ہے، جس پ کسی معاشرے کے اجتماعی انکار کا جواز پیدا ہوتا ہے۔“ (۲۰)

تحریر۔ سے ملتی جلتی چیزیں دہان اور رجحان ہیں۔ ان & کا فرق ڈاکٹر منظر اعظمی نے اپنے مقالے ”اردو کی ادبی تحریکیں اور دہان“ میں بخوبی واضح کیا ہے۔ ا۔ ادبی تحریر۔ ہم عصر سیاسی، سماجی اور ادبی صورت حال کی پیدا کردہ ہوتی ہے۔ وہ عموماً موجودہ ادب اور اس کی روایت میں کسی قسم کی تبدل لانے کی خواہاں اور کوشاں ہوتی ہے۔ ہر تحریر۔ کا کوئی نہ کوئی ادبی A یہ بھی ہوتا ہے۔ دہان:

دہان ایسی سوچ A ہے کہ جس میں بہت سے افراد کسی ا۔ مخصوص نقطہ A سوچ/عقیدے پ متفق ہوں۔ عموماً دہان کا تعلق ا۔ مخصوص علاقے سے ہوتا ہے۔ مثلاً لندن سکول آف اکنامکس، اردو میں شعر الہند میں لکھنؤ اور دلی کے دہان قائم کیے گئے۔

”ا۔ ہی زمانے میں بہت سے افراد کسی ا۔ رے۔ کے سماجی، معاشی ادبی عقائد p ہوں تو انہیں 5 کرایا۔ دہان کیا جاسکتا ہے۔ اس میں کوئی فعال تحریر۔ نہیں ہوتی بلکہ ا۔ دوسرے کے تقلید اور ڈی ہی رد عمل سے ان کی سوچ اور لکھ میں یکسانی ہو سکتی ہے۔“ (۲۱)

شعر الہند میں دلی اور لکھنؤ کے دہان قائم ہوئے تو ان پ دو تحقیقی مقالے بھی لکھے گئے۔ دوسرے شہر والوں نے بھی k

دیکھیا پنے شہر کے آوایہ۔ دہانہ تعمیر کر کے اسے وقار» کرنے کی کوشش کی۔ مولانا امتیاز علی عرشی کا تعلق انہی میں سے ہے۔ تحقیقی دہانہ سے رہا ہے۔ جو رام پور کا دہانہ تحقیق کہلاتا ہے۔

”اکبرؑ، رام پور اور عظیمؑ کے دہانہ بنانے کی کوشش کی گئی ہے لیکن بہت سے ادیبوں کا یہ مقام سے متعلق ہوتا نہیں دہانہ نہیں بناتا۔ اس کے لیے ادبی آیت کا اشتراک بھی ضروری ہے۔“ (۲۲)

علیؑ اٹھ رنج ادب اردو کی تمہید میں سرور صا # لکھتے ہیں کہ:

”کچھ دہانہ نے دہانہ نوں کو اتنی اہمیت دی کہ وہ ہمارے تحت الشعور کا رہ بن گئے..... فورٹ ولیم کالج اور دکن اسکول کے م بھی خاصے عام ہیں اور کچھ لوگ عظیمؑ، داسکول، آہ سکول اور رام پور اسکول کا ذکر ضروری سمجھتے ہیں۔“ (۲۳)

مشاہیر ادب جن کے فکروں کے ۱۵/۱۶ سے کا شانہ ادب روشن ہے۔ اصناف ادب کی نسبت ان کا کام زیادہ ہوا ہے۔ مشاہیر ادب کی: ماتبہ بے شمار تحقیقی کام ہوا تو تقریباً ۱۵۰ تحقیقی مقالے لکھے گئے۔ ہم اب بھی متعدد مشاہیر کے علم و فن کے کاغذ سے ہماری * ٹی فٹ کے منتظر ہیں۔ تحقیقی کاموں کی فراوانی کے وجود بہت سی ہستیاں اپنے ادبی کاغذوں کو منظر عام پر لانے کی مستحق ہیں۔ تحقیقی اعتبار سے بہت سی اصناف ادب کا کام ہوتا ہے۔

اردو ادب کے علاوہ اردو زبان پر تحقیق بھی وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ * پاکستان میں لسانی تحقیق کے سلسلے میں ڈاکٹر ابوالالیث صدیقی اور ڈاکٹر شوہ سبزواری کو لسانی تحقیق کے ماہرین حافظ محمود شیرانی اور مولوی عبدالحق نے ذرا اہم کی۔ ”لسانیات کی تحقیق میں ۱۹۰۰ سے اہم چیز لغت کی * M وین ہے * پاکستان میں اردو لغت کے ضمن میں مولوی عبدالحق کی لغت کبیر کی دو جلدیں اردو لغت بور کی چھ جلدیں، نسیم اللغات، فرہنگ اقبال، علمی اردو لغت ہفتہ زبان لغت، لغت اردو، قدیم لغت، کی اردو لغت اور جامع الامثال وغیرہ پاکستان سے شائع ہوئے۔“ (۲۴)

اردو غالباً * کی واحد زبان ہے جس کی ابتدا صورت پسندی اور نشوونما کے رے میں لسانی مباحث اور تحقیقی نواقعات ابھی -- جاری ہیں۔

”صغیر ہند کی وسعت ہے۔ ایسے عظیم سمندر الہی ہے جس میں مختلف زبانوں کے دھارے ملتے ہیں۔ اس میں جتنا لسانی تنوع ملتا ہے، شاید ہی * کا کوئی اور خطہ اس کی مثال پیش کر سکے۔“ (۲۵)

کچھ ادبی تحقیقی دہانہ نوں میں بہت سے ایسے محقق رہے ہیں کہ جن کا تحقیقی کام اپنی مثال آپ ہے۔ ایسے بہت سے م معروف ہیں جن میں خصوصاً دہانہ رام پور، دہانہ دکن کا ذکر کرنا * آہ ہوگا۔ دہانہ رام پور کے حوالے کسی خصوصاً مولانا امتیاز علی عرشی کا ذکر کرنا اور دکن کے دہانہ کے حوالے نصیر الدین ہاشمی کا ذکر کرنا * آہ ہے۔ تحقیق و تخلیق کے یہ دی ستون اردو زبان و ادب

میں سنگ میل کی حیثیت پر p ہیں۔ تحقیق کے میدان کے درخشاں ستارے حافظ محمود شیرانی کے بغیر یہ تحقیقی جہان مکمل ہوگا۔

۱۔ مولانا امتیاز علی عرشی

دہلی، بنی رام پور

۲۔ نصیر الدین ہاشمی

دہلی، بنی دکن

۳۔ حافظ محمود شیرانی

ڈاکٹر سید عبداللہ

ڈاکٹر وحید قریشی

ڈاکٹر تبسم کا ا ی

دہلی، بنی لاہور

کچھ ادبی ریخیں علاقائی ہیں۔ ان میں & سے پہلے دکن کو پس کئی صدیوں۔۔ دکن میں کتنا ادب تخلیق ہوا۔ حیرت کہ اہل شمال بلکہ خود + اہل دکن بھی اس سے غافل تھے۔ عبد الجبار آصفی، محبوب الزمن، حکیم شمس اللہ قادری کی اردو کے قدیم سے صرف آ کر ممکن نہ تھا۔ لخصاً اس لیے کہ اس وقت دکن کے افق پر مولوی عبدالحق جیسا مورخ و محقق نمودار ہو چکا تھا۔

”اسی عہد میں نصیر الدین ہاشمی کی ریخ ساز کتاب ”دکن میں اردو“ ۱۹۲۵ء شائع ہوئی۔ ”دکن میں

اردو“ کے متعدد حصے C نکلے اور ہر حصے C میں تمیم و اصلاح و اضافہ ہوتا رہا۔“ (۲۶)

دکن میں ڈبن نے جس طرح قی کی اور ڈبن سے ادب کی طرف رجوع کرتے ہوئے تحقیق اور تخلیق کے جوادہی: مات دہلی، بن دکن کے اڈے، شعراء، مورخوں اور محققوں نے کیں ان کا اعتراف نہ کرنا ادبی ا» فی ہوگی۔ اس مختصر تحقیقی جہان کے تمام افراد کا ذکر کرنا ممکن نہیں۔ لہذا ا» ہ کار نصیر الدین ہاشمی۔۔ ہی محدود ہے۔ ڈبن کے حوالے سے ان کا تحقیقی کام اردو ادب کی ا۔ بی: مت ہے۔ اردو ادب کی ریخ مرڈ کرتے ہوئے مورخوں کی تحقیق و جستجو نے بیٹا کہ بہت پہلے سے دکن میں آ کا موجودہ ادب میں آچکا تھا۔

امتداد زمانہ کے ساتھ نصیر الدین ہاشمی اور ڈاکٹر زور کے بیٹا: ت میں کہیں کہیں ر [تصحیح کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ لیکن ان دونوں علماء کی تصانیف کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

””دکن میں اردو“ پہلی علاقائی ریخ ادب ہے۔ اس کی تقلید میں مختلف علاقائی ریخیں وجود میں آ N۔

دوسری اہم علاقائی ریخ ”پنجاب میں اردو“ ہے۔ اس کتاب کی اہمیت ریخ ادب کی نہیں لسا*تی ہے۔

اس میں آغاز اردو کے ا۔ اہم آ یے کو پیش کیا H ہے۔ علاقائی ادب کی ریخ کی حیثیت سے یہ اہم

ہے۔“ (۲۷)

۱۔ دہلی ن رام پور:

مولانا امتیاز علی عرشی (پیدائش ۱۹۰۴ء)

دہلی ن رام پور کے حوالے سے مولانا امتیاز علی عرشی کا بطور مدون و محقق کے نہایت ہی اہم ہے۔ اردو کے علم و تحقیق میں آپ

۱۔ ممتاز حیثیت پر ہیں۔ دی طوبہ ماہر غالبیات ہیں لیکن دوسرے میدانوں میں بھی داہمیت دی ہے۔

مفتی دین میں آپ کا ہی کاڑھ آزادی سے قبل ۱۹۳۷ء میں ”مکا کا“ کی کتاب متن کے حوالے سے ہے۔ اس

کا مقدمہ جتنا ضخیم ہے اتنا ہی عالمانہ بھی ہے۔

”مکا“ نے اپنے فارسی کلام اور اردو کلام کا انتخاب خود کر کے نواب رام پور کو بھیجا تھا۔ مولانا عرشی نے اسے

دیکھ کر ۱۹۶۲ء میں شائع کیا۔ ۱۹۶۶ء میں انہوں نے یکتا کی ”دستور الفصا“ کی کتاب دی۔ جس

میں انہوں نے مولانا کا اتنا بلند معیار قائم کر دیا جس سے کوئی دوسرا پہنچ ہی نہ سکا۔ ۱۹۴۷ء میں انہوں نے

شاہ عالم آفتاب کا کلام ”درات شامی“ مرتب کیا۔ ۱۹۴۷ء میں انہوں نے ”فرہنگ کا“ شائع

کی۔“ (۲۸)

مکا ہندوستان کے اردو شاعروں، دو اور محققوں کا محبوب موضوع رہے ہیں۔ مکا خوش نصیب ہیں کہ انہیں ہر زمانے

میں محقق اور دہلی دلتے رہے ہیں۔

”۱۹۴۷ء میں عرشی صاحب نے ”فرہنگ کا“ کے م سے ای۔ کتاب مرتب کر کے رام پور سے شائع

کی۔ غالبیات میں عرشی صاحب کا اہم ترین اضافہ دیوان کا (نسخہ عرشی) ہے جس کا پہلا حصہ C انجمن

، قادیان (ہند) سے ۱۹۵۸ء میں اور دوسرا ۱۹۸۳ء میں شائع ہوا۔“ (۲۹)

۲۔ دہلی ن دکن:

نصیر الدین ہاشمی (۱۸۹۵ء-۱۹۶۵ء)

دورہ میں دکنیات پر لکھے والوں میں ان کی حیثیت سپر سالاروں جیسی ہے۔ اردو میں لسانی تحقیق کا آغاز حافظ محمود شیرانی اور

مولوی عبدالحق نے کیا۔ نصیر الدین ہاشمی، وحید سلیم اور سید سلمان دی نے اس میں مفید اضافے کیے۔ لسانی تحقیق کے ضمن میں ای۔ تو

وہ کام اہمیت پر ہے۔ جو اردو کے آغاز کے آئیے اور اس کی علاقائی حدود بندی سے تعلق پر ہے۔

”اس کام کا آغاز ۱۹۲۳ء میں اس وقت ہوا تھا۔ نصیر الدین ہاشمی نے ”دکن میں اردو“ شائع کی تھی اور اس

میں انہوں نے دکن کو اردو کا مولد قرار دیا۔“ (۳۰)

کتاب ”دکن میں اردو“ اپنے رے میں منفرد ہے۔ آپ نہ صرف ای۔ محقق بلکہ دہلی تھے۔ پندرہ سال کی عمر۔ ان کی تعلیم

گویہ ہوئی اٹک کے بعد 5 دمت شروع کر دی۔ دس سال۔ *۔ ن گیز بیڈ اسامیہ کام کیا۔ کتب خانہ سالار B میں بیڑ رہے۔ آپ کی کتاب ”دکن میں اردو“ کے بہت سے بیڑ C لکھے۔ بیڑ راس میں اضافہ بیڑ رہا۔ چنانچہ ان کی بیڑ کی اٹھائی بیڑ C نہایت ضخیم ہے۔ آزادی سے قبل ان کی تصنیف ”مدراس میں اردو“، ”یورپ میں دہ مخطوطات“ شائع ہو چکی تھیں جو کہ نہ صرف مخطوطات بلکہ ا۔ تحقیقی کاڑ مہ ہے۔ آپ کی تقلید میں اردو کی علاقائی ریختیں لکھنے کا رواج ہوا۔

”مرحوم نے ا۔ *۔ رراقم الحروف کے کمال انکسار سے اعتراف کیا تھا کہ ”چوہ میر اعظم بیڑ دہ نہیں اس لیے میری تحقیق میں غلطی رہ جاتی ہے“ اس اعتراف کا پہلا حصہ توضیح نہیں، لیکن دوسرا بیڑ حد۔ ا۔ حقیقت ہے۔ انہوں نے کتب خانوں کی جو وضاحتی فہرستیں شائع کی ہیں۔ ان میں بیڑ فاش غلطیاں بیڑ جاتی ہیں۔ لیکن ”دکن میں اردو“ اور ”یورپ میں دکنی مخطوطات“ کو کس طرح غیر معیاری کام نہیں قرار بیڑ جا سکتا۔“ (۳۱)

نصیر الدین ہاشمی کے تحقیقی، ادبی، تنقیدی اور [تصنیفات میں:

”رنج و تنقید ادب، دکن میں اردو (رنج)، سلاطین دکن کی ہندوستانی شاعری، امجد کی شاعری، مدراس میں اردو، مقالات ہاشمی (ادبی و تنقیدی مضامین)، دکنی ہندی اور اردو، دکن کے چند تحقیقی مضامین، حیدر بیڑ دکنی و سیاسی/ سماجی رنج، دکنی کلچر، خواتین دکن کی اردو: مات۔“ (۳۲)

نصیر الدین ہاشمی کی کتاب کا عنوان ”دکن میں اردو“ صرف کتاب کا عنوان نہیں بلکہ اس A یہ کا خلاصہ بھی ہے۔ جس نے اردو لسانیات کی رنج میں ”پنجاب میں اردو“ جیسی شہرت حاصل کی۔ نصف صدی آنے کے وجود اس کی اہمیت کم نہ ہو سکی۔

حوالہ جات

- ۱۔ مالک رام، اردو میں تحقیق، مشمولہ: اردو میں اصول تحقیق، جلد دوم، مربہ ایم سلطانہ بخش، ڈاکٹر، اسلام بیڑ دہ، ورڈویشن پبلشرز، طبع چہارم، ۲۰۰۱ء، ص: ۸۰
- ۲۔ محمد ہارون قادر، ڈاکٹر، امجد تحقیق، لاہور، الوقار X A، ۲۰۱۰ء، ص: ۱۰
- ۳۔ ایضاً، ص: ۱۰
- ۴۔ سید احمد دہلوی، مولوی، فرہنگ آصفیہ، جلد اول، لاہور، مرا بی اردو بورڈ، سن، ص: ۹۵
- ۵۔ تبسم کا بیڑ ڈاکٹر، ادبی تحقیق کے اصول، اسلام بیڑ دہ، مقتدرہ قومی بیڑ سن، ۱۹۹۲ء، ص: ۲۰
- ۶۔ عبدالرزاق قریشی، ڈاکٹر، مباہات تحقیق، لاہور، خان۔ کمپنی، سن، ص: ۱۳

- ۷۔ عبدالستار مولوی، اردو میں لسانی تحقیق کی اہمیت، مشمولہ: اردو میں اصول تحقیق، جلد دوم، مرتبہ: ایم سلطانہ بخش، ڈاکٹر، اسلام آباد، ورڈوین پبلشرز، طبع چہارم، ۲۰۰۱ء، ص: ۴۹
- ۸۔ ایضاً، ص: ۵۲
- ۹۔ ایضاً، ص: ۱۹
- ۱۰۔ ایضاً، ص: ۲۱
- ۱۱۔ ایضاً، ص: ۱۲-۱۳
- ۱۲۔ ایضاً، ص: ۱۳
- ۱۳۔ محمد ہارون قادر، ڈاکٹر، تحقیق: اہمیت و ضرورت اور شرائط و مشکلات، مشمولہ: تحقیق، مہ، مہ: سعادت سعید، ڈاکٹر، لاہور، شمارہ ۹، جی سی یونیورسٹی، ۲۰۰۹ء، ص: ۹۶
- ۱۴۔ رشید حسن خان، ادبی تحقیق، مسائل اور تجزیہ، لاہور، داداشعور، الفیصل، شران، ۲۰۰۳ء، ص: ۴۳
- ۱۵۔ رفاقت علی شاہد، تحقیق شناسی، لاہور، القمر انٹرنیٹ، طبع اول، ۲۰۱۰ء، ص: ۱۵
- ۱۶۔ خلیق انجم، ڈاکٹر، ادبی تحقیق اور حقائق، مشمولہ: تحقیق شناسی، رفاقت علی، شاہد، لاہور، القمر انٹرنیٹ، طبع اول، ۲۰۱۰ء، ص: ۴۳
- ۱۷۔ H ن چند، ڈاکٹر، ادبی تحقیق کی قسمیں، مشمولہ: تحقیق شناسی، رفاقت علی، شاہد، لاہور، القمر انٹرنیٹ، طبع اول، ۲۰۱۰ء، ص: ۴۳
- ۱۸۔ H ن چند، ڈاکٹر، تحقیق کا فن، پاکستان، مقتدرہ قومی، بن، طبع سوم، ۲۰۰۷ء، ص: ۴۱
- ۱۹۔ ایضاً، ص: ۱۰۱
- ۲۰۔ انوار احمد، ڈاکٹر، پاکستان جامعات میں اردو تحقیق کا احوال، مشمولہ: بن و ادب، فیصل، جلد اول، شمارہ ۲، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، ۲۰۰۸ء، ص: ۱۴۷
- ۲۱۔ H ن چند، ڈاکٹر، تحقیق کا فن، پاکستان، مقتدرہ قومی، بن، طبع سوم، ۲۰۰۷ء، ص: ۳۰۳
- ۲۲۔ ایضاً، ص: ۳۹۴
- ۲۳۔ ایضاً، ص: ۳۹۵
- ۲۴۔ ایم سلطانہ بخش، ڈاکٹر، اردو میں اصول تحقیق، اسلام آباد، ورڈوین پبلشرز، طبع چہارم، ۲۰۰۱ء، ص: ۱۹
- ۲۵۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، اردو ادب کی مختصر تاریخ، لاہور سنگ میل، A X، ۲۰۰۰ء، ص: ۶۵
- ۲۶۔ H ن چند، ڈاکٹر، اردو کی ادبی تحقیق آزادی سے پہلے، مشمولہ: اردو میں اصل تحقیق، ایم سلطانہ بخش، ڈاکٹر، اسلام آباد، ورڈوین پبلشرز، طبع چہارم، ۲۰۰۱ء، ص: ۱۵۹

۲۷۔ ایضاً، ص: ۱۶۰

۲۸۔ ایضاً، ص: ۱۷۹

۲۹۔ خلیق انجم، ڈاکٹر، ہندوستان میں اردو تحقیق اور ترقی وین کا کام، مشمولہ: اردو میں اصول تحقیق، ایم سلطانیہ بخش، ڈاکٹر، اسلام آباد، دہ ورڈویشن پبلشرز، طبع چہارم، ۲۰۰۱ء، ص: ۱۹۲

۳۰۔ معین الدین عقیل، ڈاکٹر، پاکستان میں اردو تحقیق، مشمولہ: اردو میں اصول تحقیق، ایم سلطانیہ بخش، ڈاکٹر، اسلام آباد، دہ ورڈویشن پبلشرز، طبع چہارم، ۲۰۰۱ء، ص: ۲۰۸

۳۱۔ H ن چند، ڈاکٹر، اردو کی ادبی تحقیق آزادی سے پہلے، مشمولہ: اردو میں اصول تحقیق، ایم سلطانیہ بخش، ڈاکٹر، اسلام آباد، دہ ورڈویشن پبلشرز، طبع چہارم، ۲۰۰۱ء، ص: ۱۵۹

۳۲۔ سبینہ اولیس، اردو ادب کی معروضی رنج، لاہور، پلیمیر X A، ۲۰۰۸ء، ص: ۱۱۸